

قسط 16

انہتا ایک جگہ آکر رک گئی۔

جہاں پانی کا نکلا لگا ہوا تھا۔

مراد اس نلکے کو دیکھنے لگا۔

جو کافی زنگ سے بڑا ہوا تھا۔

مذاق کر رہی ہونا۔

وہ مسکراتا اس کی طرف دیکھنے لگا۔

نہیں مذاق نہیں کر رہی پی لے اب۔

پہلے تو کہہ رہے تھے مرچیں لگ رہی۔

اب نہیں لگ رہی آپ کو۔

خوشخبری راتررز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

وہ اسے یاد کروانے لگے کہ

اسے بہت مرچیں لگ رہی تھی۔۔

جب کہ واقعی میں اسے بہت مرچیں لگ رہی تھی۔۔

لیکن وہ خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔

لیکن اب اس کا دل کر رہا تھا کہ

وہ چیخیں چلائے روئے۔۔

دیکھو انہتا۔۔

اس کے ساتھ جو گلاس لگا ہے۔

وہ کیسے زنجیروں کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔

جیسے ہیرے موتی لگے ہوں۔

اور کتنا گندا اور چیچپا ہے۔

پتہ نہیں کتنے لوگوں نے منہ لگایا ہوگا۔

وہ گلاس اس کے سامنے لاتا اسے بتانے لگا۔

گلاس چوری نہ ہو اس لیے

زنجیروں سے باندھا ہوا ہے۔۔

وہ اس گلاس کو زنجیروں میں

باندھنے کی وجہ بتانے لگی۔

اس گندگی کو کس نے چوری کرنا ہے۔

وہ اس گلاس کے اوپر آنکھیں نکال رہا تھا۔

جو بہت چپچپا تھا۔

پاکستانی عوام نے۔

کیا جواب دیا تھا اس لڑکی نے اسے۔

آپ نے پانی پینا ہے کہ نہیں۔

اگر کلاس سے نہیں پینا تو

جس طرح دعا مانگتے ہیں اس طرح

ہاتھوں کو بنائیں اور پی لیں۔

وہ اسے مشورہ دے چکی تھی۔

پینا تو ہے لیکن کوئی نہیں۔

اب یہ بھی کرنا ہی پڑے گا۔

وہ ہاتھوں کو دعا کی طرح بناتے

نلکے کے آگے جھک چکا تھا۔

جبکہ انہما نے نلکے کو گھیرنا شروع کیا کہ

سیدھا پانی کا پریشتر

اس کے منہ پر جا بجا۔ کہ وہ ہڑبڑا گیا۔

یہ کیا حرکت ہے۔

وہ اسے دیکھنے لگا۔

آپ کو پانی پینا نہیں آتا۔

وہ اس کے نخرے دیکھ رہی تھی۔

جو دو سیکنڈ بعد نخرے دکھا رہا تھا اسے۔

آپ نلکے کو چلائیں۔۔

میں پی کر بتاتی ہوں۔۔

جا کر چلائیں اب۔

وہ نلکے کے آگے جھکتی اسے بولنے لگی۔

میں۔

وہ انگلی کا اشارہ خود پر کرتا حیران تھا کہ

وہ کیا کروا رہی تھی۔ اس سے۔

نہیں۔

آپ کے جو کندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں۔

ان سے کہہ رہی ہوں۔

ظاہر سی بات ہے آپ سے

ہی کہہ رہی ہوں اور کس سے کہوں گی۔

وہ کتنا بدل چکی تھی بازار میں آکر۔

جیسے وہ وہ نہ ہو جو وہ تھی۔

اس نے اس نلکے کو چلانا شروع کیا۔

اور ساتھ ساتھ اسے دیکھنے لگا۔

جو پانی کو پی رہی تھی کہ

اچانک پیچھے ہٹی اور وہ رک گیا۔

اب آپ کی باری۔

وہ نلکے کا ہینڈل پکڑتی اسے دیکھنے لگی۔

ٹھیک ہے۔۔

لیکن آرام سے چلانا پہلے کی طرح مت چلانا۔

وہ نلکے کے آگے جھکتا ہوا اس سے کہنے لگا۔

مگر۔۔۔

ایک بار پھر پانی کا پریشر اس کے منہ پر پڑا۔

تو وہ اس پریشر کو اگنور کرتا۔

اپنے حلق میں پانی اتارنے لگا۔

کیونکہ پانی پینا اس وقت اس کی مجبوری تھی۔

اگر وہ نہ پیتا تو اس کی زبان کو سکون نہ ملتا۔

بس اتنا سا کام تھا۔۔

اور آپ کے نخرے ختم نہیں ہو رہے تھے۔۔

۔ وہ پاس آتی اس سے کہنے لگی۔۔

جو منہ پر بار بار ہاتھ پھیر رہا تھا۔

جیسے وہ اس سے بدلہ لے گا۔

ٹشو دینا۔۔

وہ اس سے ٹشو مانگنے لگا۔

وہ تو نہیں ہے۔

آپ۔

ایسا کریں میرے دوپٹے سے کر لیں۔

وہ دوپٹے کا پلو اس کے سامنے کرنے لگی۔

نہیں۔ رہنے دو۔

وہ اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتا اس سے کہنے لگا۔
کر لیں۔

آپ کا منہ خشک ہونا لازمی نہ کہ

میرے دوپٹے کا گیلیا ہونا۔

کر لیں اب۔

وہ دوپٹے کا پلو اس کے ہاتھ پر رکھ چکی تھی۔

وہ اپنی مرضی کر رہی تھی اس پر۔

جو اس کی مرضی پر چل رہا تھا۔

وہ اس دوپٹے کو دیکھنے لگا پھر

اس کے کہنے پر۔

وہ اس کے دوپٹے کو منہ پر پھیرنے لگا۔

کہ اچانک اس کے دوپٹے سے آتی خوشبو نے۔

اسے یہ احساس دلایا کہ

وہ لڑکی ایک پرسکون احساس ہے۔

اس کا دوپٹہ اسے اتنا سکون دے رہا تھا۔

تو وہ خود کتنا دے گی اسے۔

وہ دوسری طرف دیکھ رہی تھی کہ

اچانک اس کی نظر اس کی گردن پر پڑی

پھر اس نے اپنی نظریں جھکا لی۔

ہو گیا خشک۔

وہ اس کے ہاتھ سے دوپٹہ پکڑنے لگی۔

ہاں۔

وہ عشق کے سفر پر گامزن ہو رہا تھا۔

لیکن اسے پتہ نہیں چل رہا تھا۔

چلیں اب چیزیں بھی لینی ہیں۔۔۔۔

وہ آگے چل رہی تھی اور

وہ اس کی پیچھے چل رہا تھا۔

آج اس کا دن تھا۔

وہ جو کر رہی تھی۔۔

وہ کرنے دے رہا تھا۔

وہ چیزوں سے زیادہ

اسے رشک کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

لیکن وہ ان نظروں کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ کبھی کسی دکان پر جاتی تو کبھی کسی پر۔

وہ کبھی جمھکوں کی دکان پر پائی جاتی۔

تو کبھی چوریوں کی دکان پر یا۔

کبھی کپڑوں کی دکانوں پر چلی جاتی۔

وہ اسے ایسے چیزیں دکھا رہی تھی جیسے کوئی بچہ

اپنے ماں باپ کو اپنی کوئی چیز دکھا رہا ہو۔

اگر وہ اسے مال لے جاتا تو یقیناً

وہ اتنی خوش نہ ہوتی۔

جتنی وہ اس وقت لگ رہی تھی۔

وہ کبھی جمھکوں کو پسند کر رہی تھی۔

تو کبھی چوریوں کے رنگ برنگ سیٹ بنوا رہی تھی۔

اسے اس کی چیزیں سے اندازہ ہوا کہ

وہ رنگوں کو بہت اچھے سے جانتی ہے۔

وہ اسے ایک دکان پر

سیٹ بنواتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

جو اپنے ہاتھ پر چوڑیوں کا

جامنی اور سمندری سبز

رنگ کا سیٹ بنا کر چیک کر رہی تھی۔

اچھا ہے نا۔

وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

بہت اچھا ہے۔۔

مگر اگر سمندری سبز اور نارنجی کا کرتی۔۔

تو زیادہ اچھا لگے گا۔

کیونکہ دیکھو نا۔۔

جامنی رنگ پر بھی موتی لگے ہوئے ہیں۔۔

اور دوسرے پر بھی موتی لگے ہوئے ہیں۔

وزنی وزنی لگ رہا ہے۔

اگر تم اور نج کلر اور سی گرین

کا بناؤ گی۔۔

تو وہ پرفیکٹ لگے گا۔

وہ اس کے ہاتھ کو دیکھتا اس سے کہہ رہا تھا۔۔

اوکے۔۔

وہ دکاندار کو اس رنگ کا سیٹ بنانے کا کہنے لگی۔

جس طرح کا مراد نے اس سے کہا تھا۔

کچھ دیر بعد دکاندار نے

اسے بالکل ویسا سیٹ بنا کر دے دیا۔

وہ سیٹ واقع میں اعلیٰ تھا۔۔

اب وہ اسے ہاتھ میں پہن کر چیک کرنے لگی۔۔

بیوٹی فل ویری ویری بیوٹی فل۔۔

وہ مراد کی طرف دیکھتی کہنے لگی۔

وہ ان چوڑیوں کو اتارتے دکاندار کو

وہ چوڑیاں دیتے سیٹ پیک کرنے کو دے چکی تھی۔۔

مراد کی نظر اس کے ہاتھوں پر ہی تھی۔

مگر انتہا کی نظر مراد کے چہرے پر رک چکی تھی۔

کہ اچانک مراد نے اسے ایک نظر دیکھا۔

جو بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جیسے وہ اس میں کچھ تلاش کر رہی ہو۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔

وہ اس کی آنکھوں کا پھرہ اپنے اوپر دیکھتا کہنے لگا۔

کچھ نہیں بس کچھ یاد آگیا۔

وہ صرف لفظوں کی وضاحت دینے لگی۔

کہ مراد سر جھکتا مسکرانے لگا۔

انتہا کی نظر مراد کے چہرے پر موجود

ڈمپل پر اٹک چکی تھی اب۔

وہ کیوں اس پر نظر جما رہی تھی اپنی۔

اسے یقینا اس سے محبت ہو چکی تھی۔

مگر دل اس بات کو مانتے ڈر رہا تھا۔

اگر بھروسہ بھی ایک بار ٹوٹ جائیں۔

تو دوبارہ جڑنے میں صدیاں لگ جاتی ہیں۔

اس کا بھی تو کسی نے بھروسہ توڑا تھا۔

وہ مراد کو انگور کرتی دوبارہ

چیزوں کی طرف متوجہ ہونے لگی۔

اگر وہ اسے زیادہ دیکھے گی تو

اسے اس شخص کی یاد آ جائے گی۔

وہ اس شخص کو یاد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

جب ہم کہتے ہیں کہ ہم کسی کو یاد نہیں کرنا چاہتے۔

مگر ہمارا دل ہمیں بار بار وہی یاد دلاتا ہے۔۔

جس کو ہم یاد نہیں کرنا چاہتے۔

وہ دوبارہ چیزیں خریدنے میں مصروف ہو چکی تھی مگر

وہ اس کی ہر حرکت کو اپنے ذہن پر نقش کر رہا تھا۔

بھائی اتنے میٹر کپڑا دے دیں۔

اگر یہ بلیک ہو جاتا ہے تو کر لیں ورنہ باقی پیک کر دے۔

یہ چوڑیاں پیک کر دے اور مہندی بھی ہاتھوں والی۔

وہ اسے اپنی ذہن کی سکریں میں قید کر رہا تھا۔

اس کے لفظوں کو

اس کے تاثرات کو۔

وہ سب کچھ قید کر رہا تھا۔

بعض اوقات کچھ لوگوں کے چہروں کو اپنے

ذہن میں قید کرنے کا بھی ایک الگ ہی لطف ہوتا ہے۔

کبھی یہ لطف ہمیں بہت سکون دیتا ہے۔۔

اور کبھی یہ بہت درد دے جاتا ہے۔۔

بس بہت بہت ہوا۔

اتنی شاپنگ کافی ہے۔۔

اب کچھ کھاتے ہیں۔

ہاں کسی ریسٹورنٹ چلتے ہیں چلو۔

وہ اس کو دیکھتا ہوا بولا۔

نہیں آگے ایک گلی آتی ہے۔۔

وہاں ہر چیز ملے گی۔

چلیں باقی بعد میں دیکھ لیں گے۔

وہ آگے چلتی ہوئی بولی جب کہ وہ

خاموشی سے پیچھے چل رہا تھا۔

کیا کھائیں گے اپ دہی بلے،

فروٹ چاٹ، شوارما، سینڈوچ وغیرہ۔

وہ اس سے سوال کر رہی تھی۔

جو اپنے لیے منگوا رہی ہو وہ ہی منگوا لوں۔

وہ دکان کو دیکھ رہا تھا جو کافی صاف تھی۔

آپ اوپن شرما کھالیں گے۔

وہ مراد سے پوچھنے لگی۔

جو مرضی منگوا لو۔

وہ اسے کہنے لگا۔

دو اوپن شوارما اور دو کولڈ ڈرنک۔

اور شوارما کے ساتھ سپائسی سوس زیادہ لانا اوکے۔

وہ لڑکے کو آرڈر دے چکی تھی۔

جبکہ مراد حیران تھا کہ وہ اتنے سپائسی کا کیسے رہی ہے۔

اس نے سنا تھا کہ لڑکیاں کھٹا کھاتی ہیں۔

مگر آج دیکھ بھی لیا تھا۔

انہتا کے روپ میں۔

وہ دونوں دکان سے باہر نکل چکے تھے۔

کیسا تھا۔

وہ اس سے پوچھنے لگی۔

بہت اچھا تھا بلکہ ریسٹورنٹ سے کئی

گنا اچھا تھا میں نے پہلی بار

اتنا مزیدار شوارما کھایا ہے۔

وہ اب جاتے ہوئے اسے بتانے لگا۔

وہ ایک ریڑی پر آکر رک گئی۔

انگل آنکھوں میں لگنے والا سرمہ ہے۔

وہ اس ریڑی والے سے پوچھنے لگی۔

یہ کون سا سرمہ ہے۔

مراد انہما سے پوچھنے لگا۔

جی ہاں ہے۔

ریڑی والا اسے بتانے لگا۔

پیک کر دیں۔

جو آنکھوں میں لگتا ہے

جس کو لگانے سے آنکھوں میں

موجود مٹی نکل جاتی ہے

پانی نکلتا ہے۔ وہ اسے بتانے لگی۔

یہ کون سا سرمہ ہے۔۔

میں نے جو صرف ہاشمی سرمے کا نام سنا ہے۔

وہ اسے بتانے لگا جسے اس سرے کا نہیں پتہ تھا۔

ایک یہ بھی سرے کی قسم ہوتی ہے۔۔

گھر جا کر بتاؤں گی۔

وہ ریڑی والے سے سرمہ لینے لگی۔

یہ لو بیٹا۔۔

وہ ریڑی والا بزرگ آدمی

اسے سرمہ دیتا ہوا مخاطب ہوا۔

سارے رکھ لیں اپ۔۔

وہ پانچ سو کا نوٹ۔۔

اس بزرگ آدمی کو دے چکی تھی۔

انہتا ہونا بیٹا تم۔۔

بڑے سالوں بعد آئی ہو یہاں۔

وہ بزرگ آدمی اسے پیار دیتا ہوا بولا۔

آپ نے مجھے پہچان لیا۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اسے پہچان جائیں گے۔

بھول سکتا ہے تمہیں کوئی۔۔

ہر روز آتی تھی یہاں تم۔

وہ ہنستے ہوئے اسے بتانے لگے۔

تم بھی ادھر آؤ۔۔

مراد جو کب سے انہیں دیکھ رہا تھا

اچانک آواز سنتے ان کے پاس چلا گیا۔

وہ بزرگ آدمی اب مراد کر سر پر پیار دے رہا تھا۔

بڑی خوش قسمت ہو انتہا۔۔

اتنا پیار کرنے والا شوہر ملا ہے۔

وہ مراد کی طرف دیکھتے ہوئے

انتہا سے مخاطب ہوئے۔۔

جس نے اس کا سارا سامان اٹھایا ہوا تھا۔

ایسا نہیں ہے انکل۔

میں بھی کہوں اب آتی نہیں۔۔

شادی جو ہو گئی ہے۔

وقت کہاں ملتا ہو گا۔

شوہر بچوں اور گھر کو دیکھتی ہوں گئی۔

اسی لیے کافی سالوں بعد آئی ہو۔

وہ اس کی بات کاٹ چکے تھے۔

مراد کی مسکان کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

جب کہ انتہا کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

وہ بچے بھی پیدا کروا چکے تھے ان دونوں کے۔

یہ میرے شوہر نہیں ہے۔

وہ انہیں بتانے لگی۔

پھر منگیتر ہوگا۔

وہ اسے دیکھنے لگے۔

وہ بھی نہیں ہے۔ انکل۔

وہ مراد کی طرف دیکھنے لگی۔

جو سر جھکائے مسکرا رہا تھا۔

یقیناً وہ بہت خوش تھا اپنا نام سن کر۔۔

اس کے ساتھ۔۔

شوہر جو کہا گیا تھا اسے۔

چلو اللہ جلدی شادی کروائے تم دونوں کی۔

وہ اب دعا دے چکے تھے۔

اس دعا پر مراد کے دل نے آمین کہا تھا۔

جبکہ انہما کے دل نے استغفار کہا تھا۔

اچھا انکل اب ہمیں دیر ہو رہی ہے۔

وہ کیسے سمجھاتی انہیں کہ

وہ مالک ہے اس گھر کا جہاں وہ کام کرتی ہے۔

وہ ان سے پیار لیتے آگے بڑھنے لگی۔

جب کہ مراد بھی پیار لینے آگے بڑھا کہ

اس بزرگ نے مراد سے کہا۔

قدرت تم دونوں کو ایک کریں۔

مراد آمین کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

کیونکہ وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ رہی تھی

کہ وہ پیچھے آرہا ہے کہ نہیں۔

وہ بزرگ ان دونوں کو جاتا ہوا دیکھنے لگا۔

بس قدرت کو روگ نہ دے تم کو بیٹا۔ آمین۔۔

یہ لڑکی بڑی روگی ہے۔۔

اپنے روگ میں تمہیں دے جائیں۔

وہ اس لڑکی کو منظر سے غائب دیکھتے دعا کرنے لگے۔

جاری ہے

